رکھدیا ہے" لیکن یہ خیال بالکل غلط اور عربی سے نابلد ہونیکا ثبوت ہے۔ دراصل عربی میں حنیف کے معنی جھکنے اور مڑنے کے ہیں جس سے مقصد یہ ہے کہ باطل کیطرف سے حق کیطرف جھکا جائے۔ یہ لفظ ہمیشہ صلہ کے ساتھ آیا ہے۔ جیسے حنفاء للہ وغیر ذالک۔ حنیف کا مقابل مشرک ہے۔ وہ مذہب جو اسلام کے قبل ہی سے ملت ابراہیم حنیف کہلاتی تھی۔ عرب نے سنت ابراہیمی رسم ختنہ بھی اختیار کرلی تھی لہذا حنیف مختون کے معنی میں بھی بولا جانے لگا تھا۔ الغرض عیسائیوں کا اعتراض محض بے معنی صرف تعصب ودشمنی پر موقوف ہے لفظ سابی میں بھی تلبیس نکلتی ہے یہ کون نہیں سمجھ سکتا کہ عرب کو سریانی وعبرانی سے کیا کام؟ بہرحال مخالفین کا یہ بیہودہ خیال بالکل غلط ہے۔

غرضیکہ طلوع اسلام کے وقت عرب کا شرک اور قدیم بت پرستی زوروں پر تھی۔ دین حنیف کی نشرواشاعت کے بعد عرب میں بت پرستی کا سب سے پہلا بانی عمرو بن لحی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی متعلق بہت کچھ وعید فرمائی ہے قرآن کریم کی ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از اسلام عرب میں دہریت بھی تھی چنانچہ بعض لوگوں کا خیال تھا۔ "وما یھلکنا الا الدھر" (ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے) یعنی یہ لوگ خدا کا وجود نہیں مانتے تھے۔ ہر ایک چیز کا مختار دہر یعنی زمانہ کو قرار دیتے تھے جیسا کہ آج کل بھی دہریہ کا خیال فاسد ہے۔

مذکورہ بالا خرافات اور بیہودہ خیالات کی ترویج دیکھتے ہوئے چشمۂ رحمت ایزدی جوش میں آیا اور فاران کی چوٹی مطلع آفتاب بنگئی۔ خورشید صداقت طلوع ہوا۔ ہمارے ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ باطل کی تمام تاریکیاں دور ہوگئیں۔ اسلام کی حقیقت پاش شعاعوں سے نہ صرف جزیرۂ عرب بلکہ سارا عالم بقعۂ نور بن گیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حق آگیا۔ باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والے ہی تھے

خرمن کفر میں اسلام کی بجلی چمکی + شعلۂ حق سے ہوئے سوختہ ساماں باطل

(ایڈیٹر)

تعدد ازدواج

(از مولوی محمد عابد صاحب گیاوی متعلم دار الحدیث رحمانیہ)

اسلام کی عالمگیر ترقی اور لازوال خوبیوں کو دیکھکر دنیا کی تمام قومیں آتش حسد سے جلتی ہوئی اسلام کی دشمن بن رہی ہیں۔ اور اسی دشمنی کا نتیجہ ہے کہ مخالفین ہمیشہ اسلام کے اصول میں غلطیاں تلاش کرتے رہتے ہیں مگر جب اسلام خوبیوں کا مجموعہ نظر آتا ہے اور کہیں کوئی کمی وغلطی نہیں ملتی تو خواہ مخواہ کسی قانون اسلام کی حقیقت کو توڑ مروڑ کر اپنی ناسمجھی سے اعتراضات کرتے رہتے ہیں اسلام نے تعدد ازدواج کو جائز رکھا اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ درست نہیں بجائے اسکے کہ ہم اعتراضات کا دنداں شکن علمی جواب دیں۔ ہم کچھ اصول فطرت پیش کردینے کے بعد خود مخالفین کے اقوال سے ثابت کردینگے کہ تعدد ازدواج کو اغیار نے بھی بہتر سمجھا ہے۔ اور

یہ چیز صرف اسلام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ دوسرے مذاہب نے بھی اسے جائز رکھا ہے۔ ہم ان کے ماننے والوں کا اس پر عملی نمونہ بھی صحیح حوالے سے پیش کر دینگے۔

اصول فطرت

(۱) مرد میں عورت کی نسبت جنسی قوت زیادہ ہے یہ قدرتی بات ہے۔

(۲) ایک مرد جتنی عورتیں رکھے اتنے ہی بچے پیدا ہوں۔ مگر ایک عورت دس مرد رکھکر بھی ایک ہی بچہ پیدا کر سکتی ہے۔

(۳) عورت جننے کے لئے ہے نہ کہ جنوانے کیلئے۔ ایک کھیت کو کئی کاشتکار کاشت نہیں کر سکتے بلکہ ایک کاشتکار کئی کھیتوں کو کاشت میں رکھتا ہے۔

(۴) ایک آقا کی خدمت کئی لونڈیاں کر سکتی ہیں لیکن ایک لونڈی کئی آقاؤں کی خدمت نہیں کر سکتی لہذا مرد و عورت میں جنسی مساوات ناممکن ہے۔ مذکورہ بالا اصول کی بنا پر ایک مرد کو کئی عورتوں کا قدرتی تقاضا ہوا۔

مخالفین کا اعتراف

ڈاکٹر لسٹڈ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی وغیرہ جو السنہ مشرقیہ کے ماہر ہیں۔ اپنی تصنیف میں اس بے بنیاد غلط فہمی کی ان الفاظ میں تردید کرتے ہیں "جس شخص کے حالات سے ہم بحث کر رہے ہیں اس کے حالات فرضی افسانوں سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ایسی بڑی تاریخی شخصیت ہے کہ جسکا ہر ہر قول اور ہر ہر فعل احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے جن کو مسلمان قرآن پاک سے صرف دوسرے درجہ پر بلحاظ صحت و اعتبار رکھتے ہیں ان احادیث کی جرح و تنقید میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا اور ان کی صحت کو پرکھنے کیلئے سخت سے سخت قواعد منضبط کئے گئے جب تک کسی حدیث کا راوی رسول پاک کا کوئی معتبر صحابی نہ ہو وہ تسلیم نہیں کی جاتی اور نہ ہی واجب التعمیل سمجھی جاتی ہے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ہمارے مسیح کے اقوال و افعال ایسی تحقیق و جامعیت کے ساتھ ہرگز قلمبند نہیں کئے گئے ان احادیث کے مجموعے کو پیش نظر رکھکر ہم دریافت کرتے ہیں کہ آیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (معاذ اللہ) عیاش بتلانے کے واسطے کوئی سند موجود ہے اگر کوئی من گھڑت روایت نکل بھی آئے تو میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ جب اسکی پوری طرح چھان بین کی جائیگی تو وہ بالکل بے بنیاد اور غلط ثابت ہوگی اسکے خلاف جو بات احادیث صحیحہ سے پایۂ ثبوت کو پہونچتی ہے وہ آپ کا قابل ستائش طرز عمل ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں میں رہ کر اپنے دامن عفت کو عیاشی کے دھبہ سے بچائے رکھا۔ جن کی آلودہ دامانی شہرۂ آفاق تھی۔ جاہل اور ہوسناک عربوں میں آپ نے اپنی زندگی کے پچیس (۲۵) سال کامل پرہیزگاری اور پاک بازی میں بسر کئے اور آخر جب پچیس سال کی عمر میں آپ متاہل ہوئے تو آپنے کسی نوخیز حسینہ سے نہیں بلکہ ایک چہل سالہ بیوہ (حضرت خدیجہؓ) سے شادی کی جب تک یہ بیوی جو آپ کی محسنہ اور آپ کی نبوت پر سب سے پہلے ایمان لانے والی عورت تھیں زندہ رہیں آپ کا طرز عمل ان کے ساتھ وفادارانہ رہا اور ان کی وفات کے بعد بھی تمام عمر آپ ان کی ستائش کرتے رہے۔ یہ سچ ہے کہ پچپن (۵۵) سال کی عمر کے بعد آپ نے یکے بعد دیگرے متعدد نکاح کئے لیکن جس شخص نے اس عمر تک اس ضبط اور نفس کشی کا ثبوت دیا ہو اسکی نسبت یہ خیال کرنا قرین قیاس نہیں اور نہ قرین انصاف ہے کہ بعض مجبور کن وجوہ کے علاوہ کوئی اور خیال بھی ان کی تہ میں ہو سکتا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑھاپے میں ان شادیوں سے آپ کا مقصد صرف اپنے مظلوم و مقتول صحابیوں کی بیواؤں کی سرپرستی کرنا اور انکی عصمت کو بچانا تھا۔ آپ کے پیرووں کی تعداد قلیل تھی اور مخالفوں کا زور تھا۔ مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ان کو کھانا بھی نصیب نہ ہوتا تھا

یہی وجہ تھی کہ بہت سے صحابی ابی سینیا کے عیسائی بادشاہ نجاشی کے پاس پناہ گزیں ہوئے اور ایک عرصہ تک اسی کی پناہ میں رہے بعض نے وہیں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی قسم کے مظلوم و غریب الوطن رفیقوں کی بیواؤں کے ساتھ آپ نے عقد فرمایا تاکہ ان بیچاریوں کی جانیں اور عزتیں برباد نہ ہوں۔ پس یہ خیال کہ آنحضرت نے یہ نکاح کسی نامناسب ارادہ سے کئے محض بے بنیاد ہے خصوصاً جبکہ اس کو مدنظر رکھا جائے کہ آپ جوانی کی حالت میں اپنی پرہیزگاری کا کافی ثبوت دے چکے ہیں۔ حضرت زینب آپ کے آزاد شدہ غلام اور متبنیٰ فرزند زیدؓ کی مطلقہ بیوی تھیں جنہیں آپ اپنے عقد میں لے آئے۔ اس نکاح پر بھی جو ایک خاص مصلحت کو مدنظر رکھا گیا ہے نکتہ چینی اور غلط اور لغو اعتراضات کی بھرمار کی گئی ہے۔ دور جاہلیت میں عرب متبنیٰ کی بیوی سے نکاح کرنا ناجائز سمجھتے تھے اگرچہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ان کی بیویوں سے متمتع ہونے سے بالکل بے باک تھے۔ آپ نے اس لغو رسم کو یہ کہکر توڑا کہ صلبی بیٹا اور متبنیٰ ایک نہیں ہوسکتا اور اسلئے متبنیٰ کی مطلقہ بیوی سے نکاح جائز ہے پس آپ کا یہ نکاح اس غرض سے تھا کہ اپنے طرز عمل سے منشار ایزدی کی تکمیل و توثیق کریں اور ایک خیال باطل کی تکذیب کریں نہ اسلئے کہ آپ کو ایک شادی کی ضرورت تھی۔

ڈاکٹر جارج بیکر فرماتے ہیں۔ آج کل کے مسیحیوں کی نظروں میں چھٹی صدی اور بیسویں صدی کے رسم و رواج میں بالکل مطابقت اور یکسانی معلوم ہوتی ہے جس سے ان مسیحی مصنفین کی حماقت ظاہر ہوتی ہے۔ پہلی بی بی جس سے حضرت محمد (صلعم) نے خدیجہؓ کے وفات کے بعد شادی کی سودہؓ تھیں جن کا خاوند حبشہ سے آکر فوت ہوگیا تھا اس نے محمد (صلعم) سے آکر اپیل کی اور آپ نے اس پر رحم کھا کر اس سے نکاح کرلیا۔ ایسا ہی بہت سی بی بیوں کا حال ہے۔

ان کے خاوندوں نے خدا کی راہ میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کیں۔ ان دنوں میں کم از کم یہ ضروری تھا کہ ہر ایک عورت ایک گھر رکھتی ہو۔ اور کسی کے نکاح میں ہو۔ آج کل امریکہ میں اس قسم کے حالات ہیں کہ ایک عورت کیلئے ضروری نہیں کہ اس کا ایک مستقل گھر ہو۔ کیونکہ وہ آجکل بورڈنگ ہاؤسوں میں رہ سکتی ہیں یا جیسا کہ آج کل عام طور پر مغربی ممالک میں دیکھا جاتا ہے کہ رات کے وقت شہروں کے کوچوں اور گلیوں میں پھر سکتی ہیں۔ نیز اس زمانے میں آج کل کی طرح کوئی ایسے پیشے اور ایسی تجارتیں اور ایسے دفتر نہ تھے جہاں عورتیں کام کرسکتیں۔ اس زمانے میں کوئی ایسی دکانیں نہ تھیں جہاں عورتیں سودا بیچ سکتیں اور نہ کوئی ایسا کارخانہ تھا جہاں وہ خریداروں کی آؤ بھگت کرسکتیں۔ اس زمانے کی عورتیں آج کل کی عورتوں کیطرح کسی مشین کے چلانے پر متعین نہیں ہوسکتی تھیں نہ ریل گاڑی کی ڈرائیوری کا کام کرسکتی تھیں۔ نہ دخانی کشتی کی ملاحی کرسکتی تھیں۔ مسیحی ممالک میں ایک بے شوہر عورت خانقاہ میں رہ سکتی تھی اگرچہ یہ خانقاہیں پاکیزگی کی جگہ نہ تھیں۔ مگر عرب میں کوئی ایسی خانقاہ نہ تھی۔ ان بیواؤں میں سے اکثر آپ کیلئے بوجھ تھیں۔ آپ اب بڑھاپے کی طرف جارہے تھے اور کفایت شعاری سے آپ گزارہ کررہے تھے۔ شراب پینا آپ کی عادت نہ تھی۔ اسلئے ان کا وہ حال نہیں ہوسکتا تھا جو آج کل مسیحی ممالک میں لوگوں کا حال ہے کیونکہ یہ لوگ عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں۔ گوشت اور مختلف قسم کی شراب مثلاً وائین۔ وسکی۔ کیباآر وغیرہ تمام دن استعمال کرتے رہتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شہوانی خیالات اور جذبات کا ان میں جوش ہوتا ہے۔ پھر علاوہ اسکے حضرت محمد (صلعم) کا صرف یہ ہی کام نہ تھا کہ قرآن شریف کی وحی کا انتظام کریں بلکہ اس کے سوا اور بھی کئی قسم کے افکار اور انتظامات میں آپ کو منہمک رہنا پڑتا تھا ایسے شخص پر اس تعدد ازدواج سے ہرگز تعیش کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔

مسٹر کیرول رنگ کہتے ہیں "میرے لئے یہ خیال کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی رنج اور تکلیف کا موجب نہیں ہوا کہ حضرت محمد (صلعم) نے بہت سے

نکاح کئے تھے آپ کی بیوی اپنی وفات تک اکیلی ہی آپ کے دل کی مالک بنی رہی اور آپ کے بعد نکاح زیادہ تر برائے نام ہی نکاح تھے جو سیاسی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے یا رحم و شفقت کی نظر سے کئے گئے۔ جبکہ فتحمند لیڈر اپنے شکست خوردہ دشمن کی بیوہ سے اس خیال سے نکاح کر لیتا ہے کہ اسکو ناگفتہ بہ حالت سے بچانے کا یہی واحد ذریعہ ہو سکتا ہے تو انسان اس بہادرانہ فعل کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

یہ تو تھے عیسائی مصنفین کی تقاریر و مضامین کے اقتباس۔ اب ہم آریہ سماجی مصنفین کی تقاریر و مضامین کے اقتباس پیش کرتے ہیں۔ مضمون طول ہو جانے کے خوف سے اختصار سے کام لے رہے ہیں۔

بابو کشن سہائے وکیل جو کہ آریہ سماج کے مشاہیر علماء میں سے ہیں یہ کہتے ہیں۔

بہت سے غیر مسلموں کا حضرت محمد صاحب پر یہ اعتراض ہے کہ آپ نے بہت سی شادیاں کیں اور اسے اس بات کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ آپ (نعوذ باللہ) عیش پرست اور ہوس کے بندے تھے۔ ظاہر میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن آپ کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو اپنی پہلی شادی خاص جوانی کے زمانے میں کی تھی وہ بھی ایک ایسی بیوہ عورت سے کی تھی جس کی عمر چالیس سال کی تھی۔ کوئی عیش پرست نوجوان شادی کے معاملے میں ایسی غلطی نہیں کر سکتا اسکے بعد مسلسل پچیس سال تک آپکی بیوی زندہ رہیں کوئی دوسری شادی نہیں کی گویا جوانی کا تمام زمانہ صرف ایک بیوی کے ساتھ گذارا ایک سے زیادہ آپ نے جتنی شادیاں کی ہیں وہ سب پچپن سال کی عمر کے بعد کی ہیں اور اسی سے خیال کیا جاتا ہے کہ ان شادیوں کا مقصد ہوس رانی نہ تھا۔ خاصکر جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سوائے ایک بیوی کے اور کوئی بھی ایسی نہ تھی جو بہت کافی عمر کی اور بیوہ نہ ہو۔ یہ شادیاں آپ نے ایسے زمانے میں کیں کہ جب آپ سچ مچ عرب کے بادشاہ بنے ہوئے تھے۔ اور اگر آپ کا ذرا سا بھی اشارہ ہوتا تو تمام عرب کی حسین سے حسین لڑکیاں آپ کے قدموں پر نثار کر دی جاتیں لیکن باوجود ایسے اختیارات حاصل ہونے کے آپ کا چالیس چالیس پچاس پچاس برس کی غریب بیواؤں سے شادی کرنا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ ان شادیوں کی اصلی غرض کچھ اور ہی تھی۔

ایزک ٹیلر صاحب نے افریقہ میں مذہب اسلام کی نسبت بحث کرتے ہوئے قصبہ وولورہمپٹن کے چرچ میں کانگریس کے روبرو اپنی رائے حسب ذیل بیان کی ہے۔ کہ دو بڑی عملی شکلیں افریقہ کو اعتقاد پر لانے کیلئے ہیں۔ یعنی تعدد ازدواج اور خانگی غلامی حضرت محمد (صلعم) نے انکی ممانعت نہیں کی جیسا کہ حضرت موسیٰ نے بھی نہیں کی تھی۔ یہ ناممکن ہوتا۔ لیکن آپ حضرت (محمد) نے ان دونوں کی برائیوں کو ہلکا کر دینے کی کوشش کی۔ غلامی مذہب اسلام کا کوئی جز نہیں ہے۔ وہ بطور ایک اضطراری برائی کے حضرت محمد (صلعم) نے جائز رکھی تھی جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور سینٹ پال نے کیا تھا۔ تعدد ازدواج ایک بڑا دقیق مسئلہ ہے موسیٰؑ نے اسکو نہیں روکا اور داؤد نے جسکا خدا سا دل تھا اسکو عمل میں لایا۔ اور انجیل میں صاف طور سے ممنوع نہیں ہے۔ اگرچہ اس کی اصلی منشا کے برخلاف ہے۔ حضرت محمدؐ نے تعدد ازدواج کی بیحد اجازت کو محدود کر دیا۔ صرف ایک عورت سے شادی کرنا شاذ و نادر نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ تہذیب یافتہ مسلمان ملکوں میں یہ عام قاعدہ ہے ہمکو یہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ رسم تعدد ازدواج مع اپنی تمام برائیوں کے اسکے ہموزن فائدہ بھی رکھتی ہے (۱) اس نے دختر کشی کی رسم کو بالکل موقوف کر دیا (۲) ہر ایک عورت کا ایک قانونی ولی اسی کے سبب ہوتا ہے۔ تعدد ازدواج کے سبب مسلمانوں کے ملک میں پیشہ ور عورتوں سے جو مذہب سے خارج کر دی گئی ہیں بالکل بری ہیں اور یہ تمام عیسائی ملکوں کی زیادہ تر رسوائی کا باعث ہیں۔ بہ نسبت تعدد ازدواج کے جو کہ اسلام کیلئے ہے اور ٹھیک طور سے باقاعدہ بتلائے رسم تعدد ازدواج مسلمانوں کے

ملکوں کی عورتوں کو بہت کم ذلیل کرنے والی اور مردوں کے واسطے بہت کم نقصان پہنچانے والی۔ بہ نسبت اس ناجائز رسم تعدد شوہروں کے جو عیسائیوں کے تمام شہروں کا وبال ہے جو اسلام میں بالکل نہیں پائی جاتی۔ ہمکو خبردار ہونا چاہئے کہ شاید ایک برائی کو بوقت دور کرنے میں ہم اس جگہ ایک زیادہ قوی برائی کو قائم کردیں۔

انگریز دار یہ جنکو ایک عورت کیلئے ... الخصم ہونے پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں مسلمانوں پر جو کہ جوروؤں کے تعدد کو پسند کرتے ہیں طعن کرنے کے مجاز نہیں۔ از اشتہار سینٹ جیمس گزٹ لندن مطبوعہ ۸ اکتوبر ۱۸۸۶ء

ویدک دھرمی آریہ بزرگوں کا عمل

تاریخ طلسم ہند مصنفہ لوطارام صاحب مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ ست جگ میں راجہ سوئمبھو منو سے راجہ اوتان ظہور میں آیا۔ اسکے دو رانیاں ایک سروچی جس سے دھرو پیدا ہوا۔ دوسری سینتی اس سے اُتم پیدا ہوا۔

صفحہ ۱۷ ترتیا جگ میں بمقام اجودھیا (فیض آباد) راجہ دسرتھ کے تین رانیاں ایک کوشلیہ جس کے بطن سے راجہ رام چندر ہوئے دوسری سومترا اس سے لچھمن اور شتردہن۔ تیسری کیکئی جس سے بھرت پیدا ہوئے (یہ راجہ برہما ثانی کہا جاتا ہے یعنی چاروں ویدوں کا جاننے والا ممکن ہے تین رانیوں کے علاوہ اور اکثر رانیاں اور کنیز لونڈیاں رکھتا ہو جنکا نام کسی نامور اولاد نہونے کے باعث مذکور نہ ہوا۔

صفحہ ۲۳ بزمانہ دواپر راجہ سنتن یا سانتن کی شادی گنگا سے ہوئی جس سے کہ بھیشم پتامہ پیدا ہوئے۔ دوسری شادی مچھودری سے ہوئی جسکا دوسرا نام جوجن گندھا (یوں ہوا کہ قبل شادی اسکا تعلق ایک مرتاض رشی پراشر نامی سے ہوا اور اسکی دعا سے اس کے جسم سے مچھلی کی باس دور ہوگئی اور مشک کی بو آنے لگی جسکی مہک جوجن یعنی چار کوس تک جاتی تھی اس مرتاض رشی کے نطفہ سے جوجن گندھا کے پیٹ سے بھگوان ویدویاس پیدا ہوئے) تھا اس سے دو بیٹے چترانگد اور وچترویریہ پیدا ہوئے۔

صفحہ ۲۴ وچترویریہ کے محل میں ایک رانی انبا دوسری انبکا۔ تیسری امبالکا تھی۔ لاولد ہونیکے سبب سے ان کی ساس جوجن گندھا نے اپنے لڑکے ویدویاس کو بلاکر انبا سے راجہ پانڈو۔ اور انبکا سے دھرتراشٹر پیدا کرلئے۔ راجہ پانڈو کے دو رانیاں کنتی اور مادری تھیں۔ کنتی نے سورج نام شخص کے نطفہ سے کرن۔ دھرم نامی کے نطفہ سے یدھشٹر اور اندر نام شخص کے نطفہ سے ارجن اور وایو کے دیریہ سے بھیم لڑکے جنے۔ اور مادری نے محض اشونی کمار کے نطفے سے نکل اور سہدیو دو لڑکے حامل کرکے نسل چلائی۔

مذکورہ بالا اصحاب وہ شخص ہیں جن کی ذات پر آریوں کا آریہ ہونے پر فخر ہے اور طرح طرح کے انکے آریہ ہونیکا ثبوت دیتے ہیں۔ اگر آریوں کا دعویٰ ہے کہ شریفوں کے واسطے ویدمی دوسری شادی حرام ہے تو اصحاب مذکورہ بالا وید کے قطعی مخالف اور شوامی دیانند کی تحریک کے بموجب آریہ یعنی شریف جماعت سے خارج تھے۔ اور اگر انکی شرافت کو قبول کریں تو آریہ شریف کہلانے کے مستحق نہیں۔ غرض ہر دو میں سے ایک شریف یعنی آریہ کہلانے کا مستحق بن سکتا ہے ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ صرف مذہب اسلام ہی نے تعدد ازدواج کو جائز نہیں رکھا بلکہ دیگر مذاہب نے بھی جائز رکھا ہے لہٰذا ان کے متعلق مخالفین کا اعتراض غلط ثابت ہوا۔

ایک غلطی کی تصحیح

رسالہ محدث بابت ماہ رجب ۱۳۵۶ھ میں امام مسلم کا نسب نامہ غلط لکھا گیا تھا۔ قارئین کرام اسکی تصحیح کرلیں جو درج ذیل ہے۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم بن وردین کوشاذ القشیری۔

(نائب مدیر)